IRJRS
ISSN: 3007-4614 (P), 3006-6069 (E)

International Research Journal of Religious Studies

فلسفہ جہاد سے متعلق مستشرقین کا نقطہ نظر: تنقیدی جائزہ

ORIENTALISTS’PERSPECTIVES ON THE PHILOSOPHY OF JIHAD: A CRITICAL REVIEW

1. ***Aqsa Qureshi***
aqsaqureshi@gmail.com
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, D.I Khan, KPK.

2. ***Hafiz MuhammadAbdullah***
abdullaharabicaas@gmail.com
Phd Research Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic the Unversity of Lahore.

3. ***Khurshid Alam***
ka65@132@gmail.com
Master Scholar Hazara University Mansehra.

Vol. 06, Issue, 01, Jan-June 2026, PP:51-62

OPEN ACCES at: www.irjrs.com

Article History	Received	Accepted	Published
	18-03-26	03-05-26	30-06-26

Abstract

Islamic teachings have been objected to in one form or another in every age. There is mostly a class in it, which hates and wants to alienate the modern class from the truth of Islam and its usefulness. Which are known among the scholars as Orientalists. They targeted jihad, the main pillar of religion, in different ways. A practical attempt was made to link the Islamic concept of jihad with terrorism. The Orientalists have put a lot of emphasis on it. The general objections to jihad are the same as those repeatedly repeated by orientalists. Every new orientalist raises the same objection again after changing words and interpretations. The main objectives behind this are to eliminate the usefulness of Islamic teachings and not to allow attention to Western crimes in contemporary terms. Another reason why Orientalists raise objections in a new way each time is their bias, due to which they ignore the clear commandments of Islam and make accusations

CC BY

against Islam that are rejected in the Qur'an and Sunnah. But the main reason for repeating these objections in a new way is to increase the problem's importance from nonsense and mislead the simple minds. The above discussion will critically look at the reasons for the Orientalists objecting to the philosophy of Jihad, the Orientalist view of Jihad, and the reasons and motivations for the objection, to become aware of the reality of the Orientalist opinion regarding the philosophy of Jihad.

Key Words: *Orientalists, Justice, philosophy, Jihad, Islamic, Qur'an and Sunnah, usefulness, Interpretations.*

موضوع کا تعارف:

جہاد دین اسلام کا ایک عظیم المرتبت عمل ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے احکامات کا اولین اور مستند ترین ماٰخذ قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیل امین کے ذریعے آ ملی لیلیٰ پہ نازل کی گئی الہامی کتاب ہے لیکن مستشرقین نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اسے آپ کی تصنیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مستشرقین نے ان قرآنی آیات میں کہ جن میں جہاد سے متعلق احکامات اور ہدایات ہیں کو بڑے منظّم انداز سے شک شہر اور ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی بیشتر آراء تعصب پر مبنی ہیں۔ تحقیق کے نام پہ اور غیر جانبداری کے نام پر جہاد سے متعلقہ احکام پر ہر طرح سے تعصب کا اظہار کرتے ہوئے کیچڑ اچھالنے کا کام بھرپور طریقے سے سرانجام دیا گیا۔ مستشرقین کے مطابق جہاد سے متعلقہ قرآنی آیات میں ایک تضاد پایا جاتا ہے جو کہ ایک بے ترتیب، منتشر اور غیر مربوط دستور کی صورت میں منظر عام پر آتا ہے۔

مستشرقین کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ اسلام کی فطرت میں تشدد ہے۔ ان کے خیال میں جہاد سے متعلق قرآنی آیات دہشت گردی، قتل و غارت اور لوٹ مار کا حکم دیتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان دہشت گردی، تشدد، قتل و غارت اور لوٹ مار کو پسند کرتے ہیں بالفاظ دیگر ان مستشرقین کے مطابق جہاد دراصل دہشت گردی، تشدد پسندی، قتل و غارت، لوٹ مار اور خوف و ہراس پھیلانے کا دوسرا نام ہے اور اسلام ان چیزوں کی تلقین کرتا ہے اور ان پہ عمل کی صورت میں بہترین انعامات کا وعدہ کرتا ہے۔

اس تحقیقی مضمون میں جہاد سے متعلق مستشرقین کے نقطہ نظر کو واضح کیا جائے گا اور مستشرقین کے ان الزامات کا کہ جن میں اسلام کو اور جہاد کو تشدد پسندی، دہشت گردی، قتل و غارت اور لوٹ مار کی بنیادی وجہ قرار دیا گیا ان کا قرآن و سنت اور تاریخ کی روشنی میں مدلل جواب دیا جائے گا اور ان پر روشنی ڈالی جائے گی اور مستشرقین کے نقطہ نظر کا جائزہ لیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین کے ان الزامات کا سبب ان کی لاعلمی اور کم فہمی ہے۔

مستشرقین حضرت محمد کی بعثت کے مقصد سے بے خبر ہیں اگر بعثت محمدی ﷺ کا مقصد یہ سمجھ لیں تو ان پر واضح ہو جائے گا، کہ جہاد سے متعلقہ آیات میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں پایا جاتا اور نہ ہی قرآن جہاد کا حکم دے کر دہشت گردی، قتل و غارت، لوٹ مار، فتنہ فساد پھیلانے کا سبب بن رہا ہے بلکہ جہاد کا اصل مقصد تو عالمی امن کا قیام، دہشت گردی، قتل و غارت، لوٹ مار، فتنہ فساد کا خاتمہ کرنا ہے۔

جہاد سے متعلق مشرقین کا نقطہء نظر:

بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ آیات جہاد میں تقضاد موجود ہے باوجود اس کے کہ جہادی آیات و احکام کا بنیادی مصدر قرآن پاک ہے۔مائیکل بونر (Michael Bonner) آیات جہاد میں تضاد ثابت کرتے ہوئے کہتا ہے:

On the close examination of the Passage, we also find what seen to be contradiction among them, or difference in emphasis at any rat"1

" جہاد سے متعلق قرآنی آیات کے بغور مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات باہم متضاد ہیں یا حکم دینے کے انداز میں فرق ہے"

مزید کہتا ہے۔

"قرآن کریم میں جہاد اور جنگ کا ایک وسیع تصور موجود ہے لیکن اس میں بہت سارے اشکالات پائے جاتے ہیں۔ قرآن کے اندر جہاد اور جنگ سے متعلق کئی غیر مسلسل تصورات پائے جاتے ہیں جنہیں ایک سر سری نگاہ میں آپس میں ہم آہنگ کرنا آسان نہیں "2

مائیکل بور (Reuven Fire Stone) کے حوالے سے جہاد سے متعلقہ آیات کو نقل کرتے ہوئے سات حصوں میں تقسیم کرتا ہے سورہ نحل کے حوالے سے وہ لکھتا ہے:

"أدْعُ إلى سبيل .... خَيرُ لِلصَّبرين" 3

یہاں قرآن صبر کے ساتھ دعوت اسلام کی تلقین کرتا ہے اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو اس تکلیف کے برابر بدلہ لو اور زیادتی نہ کرو۔

"أذِنَ لِلَّذِين يُقْتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا "4

یہاں قرآن دفاعی جہاد کی اجازت دیتا ہے کیونکہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئے ہے۔

"و قاتلوهُم حَتَّى لا تكون فتنه5 ......يسئلونک عِنِ الشَّهْرِ الحَرَامِ قِتال فيه" 6

یہاں جارحانہ جنگ کی اجازت دی لیکن حد بندی کے ساتھ یعنی مسجد حرام اور حرمت والے مہینوں میں اس فعل سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

"فَارًا نُسَلَخَ الاشهر الحُرُم فاقتلو المُشركين "7

یہاں حرمت والے مہینوں کی بھی قید اٹھالی گئی، اور جہاں کہیں مشرکین کو پاؤ انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

"وَإِن جَنَحُوا لِّلسَّلْمِ فَاجْتَحَ لَهَا" 8

یہاں قرآن اہل کتاب سے صلح کی تلقین کرتا ہے۔

"و قا تلو الذين لا يومنون باالله ----"9

یہاں صلح اور صبر ختم ہو جاتا ہے یہود و نصاری کو کمتر دکھانے کے لئے۔

"كُتِبَ عَلَيكُم القِتال وَ هُوَا اكْره لكم "10

اب جنگ تم پہ فرض کر دی گئی ہے اور وہ تم پر گراں گزتی ہے"۔

یہاں مائیکل بونر درج ذیل آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمان دل سے جنگ نہیں کرنا چاہتے بلکہ انہیں جہاد کیلئے مجبور کیا جاتا ہے۔

ان تمام احکامات کے بارے میں Landua Tesseron لکھتی ہیں:

" یہ بات پوری سچائی کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ ان آیات کو کوئی اصول قرار نہیں دیا جاسکتا اور غالب امکان بھی یہی ہے کہ اس سے کوئی مربوط دستور تشکیل نہیں دیا جاسکتا۔" 11

جہاد سے متعلق قرآنی آیات میں تضاد ایک تجزیہ:

جہاد سے متعلق آیات کو مستشرقین متضاد قرار دیتے ہیں اور اس کی اصل وجہ آپ کی بعثت کا مقصد ان کی نگاہوں سے اوجھل ہونا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رسولَهُ بِالْهُدىٰ و دينِ الحَقِّ لِيُظهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ "12

وہی تو ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو اٹھدی اور دین کے حق دے کر تا کہ غالب کر دے اس کو کل کے کل دین (نظام زندگی) پر"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بعثت کا مقصد غلبہ دین حق ہے اس مقصد کے حصول کیلئے آپ ﷺ نے ساری جد و جہد انسانی سطح پر کی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد کہتے ہیں:

" خود آپ کا ایک مقصد معین ہو تو اس کے حصول کیلئے کئی کام کرنے پڑتے ہیں اگر آپ ان کاموں کو علیحدہ علیحدہ کر کے دیکھیں گے تو ان میں بظاہر کوئی ربط نظر نہیں آئے گا، دراصل ان کو مربوط کرنے والا ایک مقصد ہوتا ہے، اس مقصد کو پیش نظر رکھیں تو تمام افعال جو بظاہر متضاد نظر آتے ہیں وہ سب کے سب مربوط نظر آئیں گے۔" 13

تمام تضادات در حقیقت مقصد کو صحیح طور پر سمجھ لینے سے رفع ہوتے ہیں مستشرقین کو جو غلط فہمی ہوئی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے رسولوں کی بعثت کے بنیادی مقصد کو سمجھا ہی نہیں۔ قرآن کریم کی بعض آیات یہ واضح کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو قیام عدل کی محض سکیم پیش کرنے کیلئے مبعوث نہیں فرمایا تھا بلکہ یہ بات بھی اس مشن میں شامل تھی کہ عملًا نافذ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اسے درہم برہم کرنے والوں کو سزا دی جاسکے اور مزاحمت کرنے والا زور توڑا جائے۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم میں آیات جہاد میں تضاد نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام عدل کو نافذ کرنے کے جہادی مراحل ہیں۔ اور نبی کریم نے ان تمام مراحل کو بڑی خوش اسلوبی سے مردانہ وار طے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دین حق اسلام کو دنیا میں غالب کر دیا۔ رسول کی جد و جہد کا پہلا مرحلہ 13 سالہ مکی دور ہے اس میں پروردگار عالم کا حکم ہے:

"أدْعُ إلى سبيل-------خَيرُ للصَّبرين" 14

حکمت و دانائی اور عمدہ نصیحت کے ساتھ رب کے راستے کی دعوت دو اور اس میں جو بھی مصائب در پیش ہوں انہیں صبر سے برداشت کرو"

مکہ میں اس حکم کی تعمیل میں نبی اور صحابہ کرام مسخت ترین مصیبتیں جھیلتے رہے۔ حضور کے ساتھیوں حضرت بلال، حضرت خباب بن الارت کو انگاروں پر لٹایا جاتا تھا۔ گردن میں رسی ڈال کر مکہ کی سنگلاخ اور قیمتی زمین پر جانوروں کی لاش کی طرح گھسیٹا جاتا تھا۔ حضرت سمیہ کو نہایت بے رحمی سے شہید کیا گیا۔ ان کے شوہر حضرت یاسر کے ہاتھوں پاؤں کو چار اونٹوں سے باندھ کر انہیں مخالف سمتوں میں ہانک دیا گیا کہ جسم کے چیتھڑے اڑ گئے لیکن جوابی کاروائی کی اجازت نہ تھی۔ حکم تھا کہ اپنے ہاتھ باندھے رکھو اس میں ایک حکمت مضمر تھی کہ جب طاقت بڑھ رہی ہو تو ایک انقلابی جماعت کی خوبی ہے پہلے اپنے آپس کے تعلقات اور روابط کو مضبوط تر کیا جائے۔ جب تک اتنی طاقت نہ ہو جائے کہ باطل کا سامنا کرنے کی ہمت ہو صبر پر قائم رہنا چاہیے۔

اگر ابتدائی مراحل میں انقلابی جماعت تشدد کا جواب دینے لگے تو معاشرے میں موجود باطل نظام کو ایک اخلاقی جواز حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اس مختصر انقلابی طاقت کو کچل ڈالے۔آپ نے تیرہ برس تک تشدد کا جواب نہ دیا۔ لیکن جب ہجرت کے بعد مدینہ میں اتنی طاقت فراہم ہو گئی کہ مسلمان مقابلہ کر سکتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی:

"اجازت دے دی گئی ہے ان لوگوں کو جن پہ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے ہیں کہ اب وہ بدلہ لے سکتے ہیں۔"15

مستشرقین کو اصل غلط فہمی اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے رسولوں کی بعثت کا بنیادی مقصد سمجھا ہی نہیں۔

اسلام کی فطرت میں تشدد:

JohnL Espositoلکھتا ہے:

"اسلامی تاریخ میں نظریہ جہاد اور اس کی تحریک آغاز ہی سے متضاد اور قابل تنقید ہے۔ جہاد کا بنیادی مصدر قرآن ہے۔۔۔ قرآن کریم کی ابتدائی آیات براہ راست دفاعی جہاد اور جدوجہد پر آمادہ کرتی ہیں لیکن ایسی آیات کا کیا کیا جائے جیسے آیتہ السیف ہے۔"16

یعنی آیت السیف جیسی آیات کا کیا کیا جائے جو کہ حرمت والے مہینے گزرنے کے بعد مشرکین کو قتل کرنے کا حکم دیتی ہیں کہ جہاں کہیں انہیں پاؤ، پکڑو ان کو، ان کا گھراؤ کرو اور ان کیلئے ہر جگہ گھات لگا کر بیٹھو۔ یہ آیت قرآن کی ان پر تشدد آیات میں سے ایک ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اپنے ورثے میں ہی پر تشدد ہے اور یہ اس کی فطرت ہے۔آیت السیف کو سیاق و سباق سے جدا کرتے ہوئےRichard A Gabrielلکھتا ہے:

"فتح مکہ کے کچھ عرصہ بعد محمد نے ان تمام لوگوں کے خلاف جو بت پرست تھے جہاد بالسیف کا حکم جاری کر دیا اور اپنے ماننے والوں کو ہدایت کی کہ جو مشرک نظر آئے یا کسی مشرک سے آمنا سامنا ہو اسے موقع پر قتل کر دیا جائے۔ اس ظالمانہ رویے نے دوست اور دشمن دونوں کی نظر میں اس کی حیثیت مستحکم کر دی۔"17

Espositoمزید لکھتا ہے کہ:

"یہ آیت اور اس جیسی دیگر آیات کو بنیاد بنا کر مذہبی انتہا پسندوں نے نفرت اور عدم برداشت کو کفار کے خلاف بلاوجہ لازمی قرار دے دیا تھا۔18

David Cockاس بارے میں لکھتا ہے:

" ابتدائی دور کے مفسرین کے نزدیک اس آیت مبارکہ کا حکم مشرکین مکہ کیلئے خاص ہے لیکن بعد کے مسلم فقہاء اس آیت کو بنیاد بنا کر تمام غیر مسلموں کیلئے اس طریقے سے جہاد کا اعلان کرتے ہیں۔"19

جہاد کے ایسے مفہوم کے بارے میں Esposito لکھتا ہے:

" اسلامی فتوحات اور وسعت پذیری کے دور میں بہت سے علماء شاہی عنایات سے لطف اندوز ہوتے تھے اور خلفاء کے حاکمانہ عزائم اور سلطنت کی حدود میں اضافہ کے خوابوں کا جواز فراہم کرنے کھلے دلائل دیا کرتے تھے۔"20

Esposito کے مطابق جہاد کو جنگ کے مفہوم میں عام کرنا انہی علماء کا کام ہے۔

جبری قبول اسلام:

Raymond Ibrahim لکھتا ہے:

"اسلام ایک عدم برداشت والا دین ہے جس میں لوگوں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔"21

ابتداء میں علماء تذبذب کا شکار تھے کہ عالمی شریعت کے اندر کن آیات کو اصول تسلیم کیا جائے وہ آیات جو کہتی ہیں، لَا إِكْرَاه فی الدین یا وہ آیات جو مسلمانوں کو حکم دیتی ہیں کہ وہ غیر مسلموں سے لڑیں یہاں تک کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کرتے ہوئے مسلمان ہو جائیں۔

امن والی آیت اور اس جیسی دیگر پر تشدد آیات ساتھ ساتھ ہیں۔ ان آیات میں تضاد ہے اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں عدم برداشت اور زبردستی ہے اور لوگوں کو زبردستی مسلمان کیا گیا۔

جہاں تک لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی: دین میں کوئی جبر نہیں، کا مفسرین نے جو مفہوم بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض مفسرین نے اس آیت کے حکم کو اہل کتاب کیلئے خاص مانا ہے لیکن یہ آیت حکم کے اعتبار سے عام ہے یعنی کسی پر بھی قبول اسلام کیلئے جبر نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور گمراہی دونوں کو واضح کر دیا ہے۔ آپ نے دعوت حق کے تمام مراحل میں پر امن تبلیغ کو پیش نظر رکھا آپ کی پوری زندگی میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں جس سے جبر و اکراہ ثابت کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو حق قبول کرنے اور انکار کرنے کا مکمل اختیار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"و قُلِ الحَقَّ من رَبِّكُم فَمَنْ شَاء فَلْيومن ومَنْ شَاءَ و فَلْيَكْفُر "22

آپ فرمادیں کہ حق تمھارے پروردگار کی طرف سے ہے تو چاہے قبول کرلے اور جو چاہے انکار کرے"۔

آپ مشرکین کے انکار و اعراض سے مکین ہوتے تے تو اللہ تعالی سلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"إِنَّمَا أَنْتَ مُذ كر لستَ عَلَيْهِم بِمُصَيطِرة "23

اے نبی آپ ان پر نصیحت کرنے والے میں آپ ان پر داروغہ نہیں بنائے گئے۔

کسی کو اسلام قبول کرنے کیلئے مجبور کرنا خود اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے اور آپ کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"ولو شاء رَبَّكَ لَأمَنَ مَن في الارض كُلُّهُم جـم جميعا أَفَأَنْتَ تُكره الـ ره الناسَ حَتَّى يَكُونُو مومنين"24

اگر آپ کا پروردگار چاہتا کہ لوگوں کو زیردستی مسلمان بنائے) تو زمین پر سب لوگ ایمان لے آتے تو کیا اسے نہی ؟آپ لوگوں پر زبردستی کریں گے کہ وہ ایمان لے آئیں"۔

ان تمام آیات کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام ابتداء سے ہی نظریہ اور عمل کے اعتبار سے ایک تبلیغی مذہب رہا ہے،آپ کی سیرت طیبہ اس امر کا واضح ثبوت ہے۔

آپ خود مبلغین کے سردار ہیں جنہوں نے اپنے حسن اخلاق سے کفار کے دلوں میں دین اسلام کیلئے راہ پیدا کرلیں۔ دشمنان اسلام اور مستشرقین کی وہ خیالی تصویر کہ ایک نوجوان مسلم مجاہد جس کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید ہے 25 اور دوسرے ہاتھ میں تلوار ہے اس کا حقائق سے بلکل کوئی واسطہ نہیں ہے اسلام کی صحیح روح کا مظہر وہ مسلمان تاجر مبلغ ہیں جنہوں نے اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعے دین اسلام کو روئے زمین میں پہنچایا،اس امر کا ثبوت ہے کہ ملائشیا اور انڈونیشیا دنیا کے وہ خطے ہیں جہاں آج تک کوئی اسلامی فوج نہیں پہنچی مگر ان ممالک کی اکثریت مسلمان ہے۔

ریمنڈ ابراہیم، رچرڈ جبریل، مائیکل بونز اور دیگر مشرقین کو بڑی غلط فہمی ہوئی ہے یا وہ اپنے تعصب کا شکار ہو کر اپنے موہوم تصورات اور مزعومہ نتائج پر ہی اکتفا کرتے ہوئے آپ کے فتوحات اور غزوات سے غلط استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :

"کہ اسلام میں زبردستی لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے تاہم کفر وشرک کے خاتمے اور باطل کا زور توڑنے کیلئے جہاد ایک الگ اور جبر واکراہ سے مختلف چیز ہے جہاد کا مقصد معاشرے سے اس قوت کا زور اور دباؤ ختم کرنا ہے جو اللہ کے دین پر عمل اور اس کی تبلیغ کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے تاکہ ہر شخص اپنی مرضی سے چاہے تو کفر پر قائم رہے اور چاہے تو اسلام میں داخل ہو جائے۔"26

چونکہ رکاوٹ بنے والی طاقتیں رہ رہ کر ابھرتی رہیں گی اسلئے جہاد اور اس کی ضرورت بھی قیامت تک رہے گی۔ جہاد اگرچہ ظالمانہ نظام حکومت کو ختم کر کے اجتماعی معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے مگر انفرادی اور نجی زندگی میں ہر شخص کو پوری مذہبی آزادی فراہم کرتا ہے۔

احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ دشمن کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ صدق دل سے اسلام قبول کر کے برابر کا مسلمان شہری بن جائے۔ اگر وہ اس دعوت کو قبول نہیں کرتا تو دوسرے نمبر پر ان کو جزیہ کی ادائیگی پر مجبور کیا جاتا ہے اور اگر وہ اس صورت کو بھی قبول نہیں کرتا تو تیسری اور آخری صرت میں اس کے خلاف قتال کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ جزیہ پر رضامند ہونے کی صورت میں اسلام ایسے غیر مسلم کو ذمی قرار دیتا ہے اور انفرادی طور پر انہیں اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی پوری آزادی دیتا ہے۔

آیت السیف کا پس منظر:

سورہ توبہ کی آیت نمبر 5 جو آیت السیف کے نام سے مشہور ہے:

"فَارًا انْسَلَخَ الأشهر الحُرُم ما قُتْلُو المُشرِكِينَ حَيثُ وَجَد تمُو هُم وَ خُذُوهُم وانْصُرُوهُم وَاقْعُد لهم كُل مَرْ صَد فإن تابُوا واقامُو الصلواة و اتو الذكواة فَخَلَوْ سَبِيلَهُم إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحيم " 27

"پھر حرمت والے مہینے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ، قتل کرو، انہیں گرفتار کرد، ان کا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک

میں ہر کھائی میں جا بیٹھو ہاں اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوۃ ادا کرنے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو، یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

محمد سے قبل ہر پیغمبر ایک خاص علاقے، خاص عرصے اور خاص قوم کی طرف مبعوث کیا گیا مگر تمام انبیاء در سول میں یہ فضیات آپ کیلئے مخصوص ہے کہ آپ کو ومارسلنک إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا " ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"۔آپ ﷺ کی رحمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"وما ارسلنک إِلَّا رَحْمَةً لِلعلمين"28

اور ہم نے تمام جہاں والوں کیلئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

اللہ تعالی نے آپ کو پوری دنیا کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ اپنی قوم بنی اسماعیل کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجے گئے۔اس لحاظ سے آپ کو دو بعثتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا۔ایک بعثت عمومی اور دوسری بعثت خصوصی۔

"آپ کی بعثت خصوصی مستشرقین عرب یعنی بنو اسماعیل کی طرف تھی۔آپ نے ان لوگوں کو خود ان کی زبان میں اللہ کا پیغام پہنچا کر ان پر آخری حد تک محبت تمام کر دی۔اس ضمن میں مستشرقین عرب پر اللہ کے قدیم قانون کا نفاذ بھی عمل میں آیا، جب کسی قوم کی طرف کوئی رسول بھیجا جائے اور وہ رسول اپنی دعوت کے سلسلے میں اس قوم پر حجت تمام کر دے پھر وہ قوم اگر اپنے رسول کی دعوت کو رد کر دے تو اس پر عذاب استیصال مسلط کر دیا جاتا ہے۔یہ آیت السیف بھی دراصل اس عذاب استیصال کے قائم مقام ہے جو قوم نوح، قوم ثمود، قوم صالح، قوم شعیب، قوم لوط، اور آل فرعون پر آیا تھا، یہ اللہ تعالی کا قانون ائل ہے۔"29

مکی دور کے تیرہ سالہ عرصہ میں محض اللہ تعالی کی وحدانیت کی جانب بلایا گیا اور دین کی دعوت کی حجت تام کرنے کے لیے انہیں اقوام سابقہ کے احوال سے مطلع کیا گیا اور مدینہ منورہ میں رہنے کے دوران بھی مختلف مراحل میں مشرکین عرب کے لیے مہلت کے لمحات تدریجاً کم ہوتے چلے گئے۔اسی کی وضاحت ڈاکٹر اسرار احمد نے کچھ یوں ذکر کی ہے: ''تیرہ سالہ کی دور میں رسول نے انہی کی زبان میں اللہ تعالی کے احکامات ہر ممکن طریقے سے ان تک پہنچا کر ان پر حجت تمام کر دی تھی۔اس سلسلے میں اللہ تعالی کی مشیت کے مطابق ان کو جو مہلت دی گئی تھی وہ بھی ختم ہو چکی تھی لہٰذا ان پر عذاب استیصال کی پہلی قسط میدان بدر میں نازل کر دی30 دوسری اور آخری قسط کے طور پر سورہ التوبہ کے آغاز میں چار ماہ کی مہلت ہے اس مدت میں چاہو تو اسلام لے آؤ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔اس حکم میں ان کیلئے یہ آپشن خود بخود موجود تھا کہ وہ چاہیں تو جزیرہ نما عرب سے باہر جا سکتے ہیں مگر بحثیت مشرک وہ اس خطہ میں نہیں رہ سکتے کیونکہ اب جزیرہ نما عرب کو شرک سے بالکل پاک کر دینے اور محمد کی بعثت خصوصی کی تعمیلی شان کے ظہور کا وقت آن پہنچا تھا۔''31

یہاں غور کرنے کا مقام ہے کہ مستشرقین قرآن کریم اور آپ کے متعلق واقعات کو مسخ کرتے ہوئے توڑ مروڑ کر کیا سے کیا بنا دیتے ہیں جیسا کہ رچرڈ بیل لکھتا ہے:

"After the conquest of Mecca Muhammad declared war of knife.32"

17 رمضان المبارک 8 ہجری میں مکہ فتح ہوا ہے، 9 ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق امیر حج تھے، سورہ التوبہ کی آیت

نازل ہوئی جس کو آیت السیف کہا جاتا ہے، یہ آیت یوم الحج الاکبر کے دن میدان عرفات میں پڑھ کر سنائی گئی تھی یعنی ایک سال تین ماہ بعد یہ اعلان عام تھا کہ جو لوگ معاہدوں پر قائم رہے ہیں ان سے مدت معاہدہ پوری کی جائے گی اور وہ لوگ جن سے مدت معیاد معین نہ تھی جیسا کہ عام دوستی کے معاہدے، جنگ نہ کرنے کے معاہدے وغیرہ، ایسے تمام لوگوں کو 4 ماہ کی وارننگ کے ساتھ مطلع کر دیا گیا

"فسيحوا فِي الْأَرْضِ اربعةِ أَشْهُرٍ"33

"اس جزیرہ نما عرب میں تمہیں گھومنے پھرنے کیلئے 4 ماہ کی مہلت دی جاتی ہے"

پھر فوراً پکڑ کر مشرکین کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی جیسا کہ Richard Gabriel لکھتا ہے:

"Instructing his followers to kill any pagans they encountered on the spot." 34

یہاں ایک اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ کو سیاق و سباق سے جدا کر کے اعتراض کی بنیاد بنایا جاتا ہے حالانکہ اس کے بعد والی آیت میں اس کا جواب مذکور ہے۔

"إِنَّ أَحَدُ مَن الْمُشْرِكِينَ استجارَكَ فاجره حتَّى يَسْمَع كلمَ اللهِ ابْلِغ ما منہ ڈالک بِأَنَّهُم قوم لا يَعْلَمُون "35

"اگر مشرکین میں سے کوئی پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن کر پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچادے یہ اسلئے کہ یہ لوگ بے علم ہیں"۔

یعنی الٹی میٹم کے باوجود پناہ طلب کرنے والے شخص کو قبول کرتے ہو یا نہیں؟ نہیں کرتے تو ابھی تمہاری گردن اڑا دی جائے گی بلکہ کلام اللہ سننے کے بعد اسے سمجھنے اور سوچنے کا موقع دیا جائے اور بحفاظت اسے اس کے گھر تک پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ اس لئے کہ یہ لوگ ابھی تک غفلت کا شکار ہیں انہوں نے سنجیدگی سے سوچا نہیں کہ یہ دعوت کیا ہے؟ یہ اعلان تو مشرکین عرب کیلئے تھا جن کی طرف آپ کی خصوصی بعثت تھی، جو اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے عذاب استیصال کے مستحق ہو چکے۔ مگر حضور رحمت عالم کیلئے یہ صورتحال پیش بھی نہیں آئی مشرکین عرب کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا اور وہ سخت سزا سے بچ گئے۔ اب یہاں مستشرقین نے بڑے زہریلے علمی پروپیگنڈا سے کام لیا ہے Richard Gabriel لکھتا ہے:

"His truthness brutality served to strengthen his hand with opponents and allies alike." 36

مستشرقین نے آپ نبی رحمت کے متعلق جس ظالمانہ رویہ کی نشاندہی کی ہے ایسا رویہ تو چنگیز خان، ہلاکو خان، ہنگر، اور جارج ڈبلیو بش کا تھا کیا آج ایسے لوگوں کے نام لیوا چاہنے والے دنیا میں موجود ہیں؟ جیسا کہ نبی سے محبت کرنے والے اور ان کی ناموس پر جان قربان کرنے والوں سے دنیا بھری پڑی ہے۔ آپ کے عفو درگزر سے بھرپور کارنامے روز روشن کی طرح ہیں جن سے تاریخ کی صفحات بھرے پڑے ہیں وہ مستشرقین کو نظر نہیں آتے؟ جن باتوں کا وجود ہی نہیں وہ گھڑ کر نبی رحمت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اس طریقے سے وہ بڑی جارحیت کے ساتھ اسلام کی حقانیت کو

باطل اور پیغمبر اسلام کی شخصیت کو مجروح کرتے رہتے ہیں قرآن اللہ کا کلام ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود لے رکھی ہے۔

خلاصہ:

مستشرقین نے کوشش کی ہے کہ جہاد کے نظریہ کو غلط ثابت کریں، اس لیے اُنھوں نے آیاتِ جہاد میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جو کہ مفاہیم قرآنی یا بعثت حضرت محمد ﷺ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آیاتِ قرآنیہ میں تضاد نہیں، بلکہ ان آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے نظام عدل کو نافذ کرنے کے مختلف مراحل ہیں، جو انسانیت کو توکل علی اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق کو قائم کرنے کا درس دیتی ہیں۔ وہیں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو مزید مہلت دیتی ہے کہ رب کائنات کے مطابق اپنی زندگیوں کو منور کرو اور اُس کی نافرمانی کی بجائے دین مستقیم کو اپنالاو، ایسا نہ کرنے کی صورت میں دنیاوی اور آخروی خسارے کا باعث بنے گا۔ جہاد فی سبیل اللہ کو مستشرقین ذریعہ قرار دیتے ہیں کہ دین اسلام میں تشدد ہے اور اس میں وقت اور زمانی حقائق کو مد نظر نہیں رکھا گیا، جیسے حرمت والے مہینوں میں مشرکین کو قتل کرنا وغیرہ۔ مستشرقین یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام عدم برداشت والی شریعت ہے، جس میں لوگوں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مستشرقین کے یہ اعتراض حقائق کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے ہیں، اسلام تو ابتداء سے ہی امن کی ترویج اور دعوت و تبلیغ کی ذریعے حق کو پیش کرنے کا حکم دیتا چلا آیا ہے اور قرآن مجید واضح ارشاد ہے کہ ہر انسان حق کو قبول کرنے اور انکار کرنے میں مکمل خود مختار ہے۔ اسلام کی ترویج کا بہترین طریقہ عمل ہے، حقائق سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام ترویج میں اخلاق حسنہ نے نہایت اہم کردار ادا کیا، جیسے مسلمانوں کی تجارت، لوگوں کے ساتھ اچھے رویے وغیرہ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

---

[1] Michal Bonner, Jihad in Islamic History, Princeton University Press, 2006, p.20

[2] Ibid, P.25

[3] سورۃ النحل 16:125 تا 126

[4] سورۃ الحج 22:41

[5] سورۃ البقرۃ 2:193

[6] سورۃ البقرۃ 2:217

[7] سورۃ التوبہ 9:75

[8]سورۃالانفال61:8

[9]سورۃالتوبہ29:9

[10]سورۃالبقرۃ216:2

[11] Michal Bonner, Jihad in Islamic History, P.25-26

[12]سورۃالتوبہ33:9

[13]اسرار احمد، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ اور ہم، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 2004ء، ص:34

[14]سورۃالنحل127-125:16

[15]اسرار احمد، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ اور ہم، ص:360

[16] Jihad: Holy or Unholy wars, Terrorism in the name of Islam and everyone need to about Islam, Oxford

University, 2002, P.1-2

[17]Gebriel Richard, A Muhammad the Warrior Prophet, MHQ Magazine, 2007, P.11

[18] Jihad Holy War or Unholy war, P.2

[19] Understanding Jihad, University California press, 2005, P.10

[20] Holy War or Unholy war, P.2

[21] Raymond Ibrahim, Islamic Jihad and doctrine of abrogation, March 2014,P.1

[22]سورۃالکہف29:18

[23]سورۃالغاشیہ 88:22

[24]سورۃیونس99:10

[25]ajmal Khan, Muhammad. "ENGLISH-IMPORTANCE OF DA'WAH IN ISLAM: A REVIEW OF THE PROPHET'S DA'WAH STRATEGIES IN STATE OF MADINA." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 8, no. 1 (2022): 83-103.

[26]القرآن الکریم، مجمع الملک فھد، ص:111تا112

[27]سورۃالتوبہ5:09

[28]سورۃالانبیاء107:21

[29]ڈاکٹر اسرار احمد کے مطابق مشرکین عرب پر عذاب استصال کی نوعیت معروضی حالات کے پیش نظر قوموں کے مقابلے میں مختلف نظر آتی ہے۔اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 2012ء، 259/3

[30]Jaffar, Saad. "Da'wah in the early era of Islam: A review of the Prophet's Da'wah

Strategies." *Iḥyā ʾ al ʿ ulūm-Journal of Department of Quran o Sunnah* 21, no. 2 (2021).

[31] اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، 259/3

[32] Gebriel Richard, A Muhammad the Warrior Prophet, p.1

[33] سورۃالتوبہ 2:9

[34] Gebriel Richard, A Muhammad the Warrior Prophet, p.11

[35] سورۃالتوبہ 6:9

[36] Gebriel Richard, A Muhammad the Warrior Prophet, p.11